# طلباء مدارس پر تشدد کب تک؟

اہل مدارس کی خدمت میں.

## دارالعلوم وقف دیوبند کے طالبعلم پرجان لیوا حملے کے حوالے سے:

ہجومی تشدد کے تازہ شکار نجیب اللہ سے بات ہوئی، نجیب اللہ نے خود پر بیتی خوفناک روداد بیان کی، نجیب اللہ کا کہنا تھا کہ، وہ بیگم پورا ایکسپریس سے مادر علمی کی طرف بارہا تھا، اچانک کچھ غنڈے نمودار ہوئے، اس کا بیگ لے کر دوڑ پڑے، نجیب اللہ ان کے پیچھے دوڑا، اور کہا کہ یہ سامان میرا ہے، اتنا سنتے ہی وہ لوگ اس پر پل پڑے، خوب مارا پیٹا، پیسے ہتھیائے اور کہا تم لوگوں کی وجہ سے ہی ہم لوگوں کی یہ حالت ہے، تم لوگ ہم پر ظلم کرتے ہو، اور طرح طرح کی دھمکیاں دی، نجیب اللہ نے لوگوں کو مدد کے لیے بھی پکارا لیکن کوئی انسان نہیں تھا، بالآخر لٹ پٹ کر، نجیب اللہ نے اپنا سامان ایک چادر میں باندھا اور وہاں سے چلا آیا۔

اس واقعے کی دیگر تفصیلات اور امکانات سے قطع نظر مدعا یہ ہیکہ

آج دوران گفتگو اس نوجوان کی آواز اس حادثے سے اس کے مجروح اور متاثر اعصاب کا پتہ دے رہی تھی، خوف اور ہراس کی کیفیت عیاں تھی، نجیب اللہ نے بتایا کہ اس نے اسی سال دارالعلوم وقف دیوبند میں داخلہ لیا ہے، اور اس واقعے سے وہ بہت خوفزدہ ہوگیا ہے، اور اس کے اہلخانہ نے ابھی اس کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔

اہل مدارس کے لیے یہاں یہ بات حددرجہ فکر انگیز ہے کہ آیا، طلباء مدارس کی نڈر روح کو دفن کرنا ہے مصلحت کے ساتھ، ان پر ہونے والے تشدد کو رسمی کارروائیوں کی نذر کرکے اس سے پھیلنے والی نفسیات سے بے پرواہ ہوجانا ہے؟ یا پھر انہیں اپنے ان معاملات کے نپٹارے کے لیے آزاد یونین کی اجازت دینا ہے، یا پھر، ان کو سہلا سہلا کر، رفتہ رفتہ مدارس کے تئیں مظلومیت کی تصویر کو مضبوط کرنا ہے؟ ۔

یقیناً دوران تعلیم کسی بھی غیر تعلیمی سرگرمی سے وابستگی اس کی حصول مقصد کے منافی ہے، لیکن یہ اہمیت ہمارے پیش نظر ہونی چاہیے کہ، اب کا دور اسٹوڈنٹس پاور کا دور ہے، ہمارے ملک میں اسٹوڈنٹس پاور کی اثرپذیری سب کے سامنے ہے، کسی بھی یونیورسٹی اور کالج کی اپنی طلبا یونین ہوتی ہے جو اپنے ساتھی طالبعلم پر ہونے والی ادنیٰ سی زیادتی کو بھی برداشت نہیں کرتی، یہی وجہ ہیکہ جواہر لعل نہرو یونیورسٹی اور بنارس ہندو یونیورسٹی کے طلبا نے حکومتوں کو ناکوں چنے چبوائے ہیں، ان پر بھی زیادتیاں ہوئیں تھیں، اور ان طلبا نے اس کا دمدار علاج کیا ہے، اس وقت ہندوستان میں قریب قریب مختلف چھوٹے بڑے مدارس میں ۱ لاکھ طلبا ہیں، طلباء مدارس پر تشدد کا سلسلہ آج سے نہیں کئی سالوں سے پیش آرہاہے، اور مدارس و جامعات میں مرکزي مقام رکھنے والے اداروں کے طلباء اس تشدد کے بارہا شکار ہوچکےہیں، یہ صورتحال صرف چند بیانات یا رسمی کارروائیوں سے حل نہیں ہوسکتی، بلکہ اس طرح کا طرزِعمل طلباء مدارس میں بیماریوں کو پیدا کرے گا، بظاہر گرچہ ہمیں وہ کتنے ہی نعرے باز کیوں نا نظر آئیں، لیکن اندرونی نفسیات بالکل اس طرح ہوجاتی ہے جس کی واقعاتی صورت ہمارے سامنے کچھ روز قبل ٹرین میں چند علماء پر تشدد کے سلسلے میں سامنے آچکی ہے ۔

یہاں ام المدارس دارالعلوم دیوبند، کے طلبا اور فضلاء سے یہ مطالبہ ہیکہ وہ اپنے اعیان کی عملی زندگیوں کو دیکھیں، شیخ الہندؒ اور حضرت سندھیؒ کی شجاعت اور شیخ الاسلامؒ کے مجاہدانہ کردار کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں، دارالعلوم ندوۃ العلما

کے طلبا سے گذارش ہیکہ: حضرت مونگیریؒ اور علامہ شبلیؒ و شیخ حسنیؒ کے متعینہ اہداف پر نظر دوڑائیں اور شروعاتی ندوے کی فیلڈ کو پڑھیں، جامعہ سلفیہ کے طلبا سے التجا ہیکہ وہ بھی اپنے سلف کے کردار کا گہرائی سے جائزہ لیں، اسی طرح مظاہر العلوم اور دیگر بڑے مدارس کے طلبا و فضلا مکمل طور پر موجودہ حالات میں اپنی قومی حیثیت پر از خود فکر و تدبر کریں، اپنے اسلاف اور امام الاسلاف حضرت محمدﷺ کے حالات کا جائزہ لیں، ظلماً ان اعیان نے کبھی بھی دعوتی مقاصد حاصل نہیں کیے ہیں، اور یہ بات ازخود مضحکہ خیز ہیکہ ہم پہلے مظلوم بنیں اور عالم مظلومیت میں دعوت دیں، بھلا کوئی کیوں کسی مظلوم طبقے کا حصہ بننا چاہے گا؟ قومی حمیت و غیرت کا ناس کریں پھر یہ تصور کریں کہ لوگ ہماری اس مصلحت سے متاثر ہوکر اسلام میں داخل ہونے لگ جائیں گے، اسلیے ایسے تمام مصلحتی وساوس اور قہر سرپرستی کو ایک کنارے کریں اور کم از کم اس باب میں سوچیں، اور ماضی کے ان شاندار کارناموں کے مبادی کو اپنی موجودہ صورتحال پر تطبیق دیں، اور خود ہی جواب دیں، کیا اس طرح ہم وہ شاندار ماضی حاصل کرلیں گے؟

جن حضرات کی یہ پالیسی ہے کہ ہمارے نوجوانوں کو ظلم و ستم پر متحرک نہیں ہونا چاہیے بڑے ہی احترام کے ساتھ، راقم سطور ان کی پالیسیوں کو اس باب میں مسترد کرتاہے، اور طلباء مدارس کے حق میں انتہائی درجہ مضرت رساں سمجھتاہے، اس کے زمینی حقائق ہمارے سامنے آچکے ہیں.

اس نفسیات کے شکار مستقبل میں آخر کس طرح قومی کاز کے لیے لوہا لینگے؟ ہمیں ضرورت ہیکہ اب ہم، اس باب میں پورے طور پر، اپنے طلبا کے لیے گنجائشیں پیدا کریں، آج ہم از خود اپنے گھر کے بچوں کی فکر کریں ,ورنہ آج نہیں تو کل اس باب میں ہماری پالیسیوں کے منفی اثرات ہمارے لیے مزید رسوا کن ہوں گے.ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل یہی طلبا ہیں، ان کو مین اسٹریم میں اپنی اسٹوڈنٹس پاور منوانے کی ضرورت ہے،اس کو آر ایس ایس سے لیکر ملک کی گئی گذری سمجھی جانے والی کمیونٹیز نے آج مقدمۃ الجیش کے طور پر رکھا ہے! آپ لاکھ انکار کریں، لیکن یہ حقیقت ہیکہ، کہیں نا کہیں ہمارے طلبا کی اکثریت آج ایک انجانے ڈر سے سہمے رہتےہیں، اس کے نظارے چلتے پھرتے تو ہوتے ہی ہیں، واقعات بھی اس پر شاہد ہیں، کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے ہیں، جب چلتی ٹرین میں حافظ جنید کو قتل کردیا گیا تھا، اس کے مجرم کا آج کیا حال ہے؟ مستقبل کے ایسے واقعات میں قانونی کارروائیوں کی گولیاں بھی دی گئی ہیں لیکن ان کے کیا نتائج سامنے آئے؟؟

اب یہ دور اقدامات کا ہے، برابری حاصل کرنے کا ہے، اس کے لیے طلبا کو خود سوچنا ہوگا، مخلص علما و ذمہ داران کو اس باب میں اپنے طلبا کے لیے اس متبادل کو چننا چاہیے جو موجودہ ٹرینڈ ہے،جس کا ہمیں جمہوریت نے بھی حق دیا ہے اور آئین و عدالت نے بھی، آخر اپنی ضد کی بھینٹ ہم اور کتنے نوجوانوں کو چڑھائیں گے؟

اب تک ان پالیسیوں سے کیا حاصل ہوا؟ ٹھنڈے دماغ سے غور کریں ، اور کم از کم ایک تجربے کے طور پر ہی سہی اس کا ٹرائل کرکے تو دیکھیں،

جب ہمارا نبیﷺ مظاہرہء طاقت کو محسوس کرتاہے تو ہم کیوں نہیں اس پر عمل کرتے؟ اپنے طلبا کے لیے ہم ایسے مواقع کیوں نہیں فراہم کرتے؟

یہ ہماری چہار دیواریوں اور محدود میدانوں میں پیدا نہیں ہوں گے، اس کے لیے سینہ ٹھوک کر، ملک کے مین اسٹریم میں آنا ہوگا، اور اپنی گرجدار گونج کا لوہا منوانا ہوگا، کہ آخر طلباء مدارس پر ظلم و تشدد کب تک؟

**سمیع اللہ خان**
**جنرل سکریٹری: کاروان امن و انصاف**
**ksamikhann@gmail.com**